خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd 71

Track 1

Time 29:28

۱۔طریقت شریعت اور تصوف میں فر ق ،تمام ولی اللہ اور پیرو مرشد میں فر ق

یہ سوال پہلے بھی ایک صاحب نے کیا تھاکہ اس کی برے میں بڑی وضا حت کے ساتھ بیان کر دیا گیا تھا کہ قرآن پاک کا جب ہم مطا لعہ کر تے ہیں تو اس کے اندر تفکر کر تے ہیں ایک تو مطا لعہ کر نا پڑھنا الفاظ کا پڑھنا لیکن اس کے بارے میں کچھ نہ تر جمہ سمجھنا نہ اس کے معنی سمجھنا نہ اس کو سمجھنا تو مطا لعہ اور ایک یہ ہے کہ قرآن پاک کا ترجمہ پڑھنا اور تر جمے کے اوپر غورو فکر کر کے اس کی حکمت کو تلاش کر نا یہی دراصل قرآن کا منشاء ہے جو بندے ایسے ہیں جو قرآن پاک کو ترجمے کے ساتھ پڑھ کے اس کی حکمت کو تلاش کر تے ہیں ان کے سامنے یہ با آتی ہے کہ قرآن جو ہے و تین علوم پر اللہ تعالیٰ نے نا زل کیا ہے اب وہ تین علوم ہیں علوم تو بے شمار ہیں بنیادری علوم بھی ہیں یا اس کو آپ یوں دیکھئے قرآ ن کے تین حصے ہیں تین حصوں میں ایک حصہ جو ہے وہ اس بات پر مشتمل ہے کہ حیوان اور انسان میں کس طر ح امتیاز ہو ،اور اس امتیاز کو قائم کر نے کے لئے قائم رکھنے کے لئے انسان کو کیا کر نا ہے مثلاً جہاں تک زندہ رہنے کا تعلق ہے ایک بھنس بھی زندہ رہتی ہے ایک بھنس کو بھی بھوک لگتی ہے ایک بھنس کو بھی پیاس لگتی ہے اب پا نی پی کر پیاس بند ہو جا تی ہے بھنس کے بھی بچے ہو تے ہیں ،بھنس اپنے بچے کو دودھ بھی پلا تی ہے ،جس طر ح ایک انسان اپنے بچے کو دودھ پلا تا ہے انسان اپنے بچے کی تر بیت بھی کر تی ہے بھنس کو سر دی بھی لگتی ہے اس کو نہا نے کی بھی ضرورت پیش آتی ہے اب جب ہم انسان کی زندگی کا بھنس کی زندگی کا تجر یہ کرتے ہیں تو ہمیں ساری با تیں ایک سے ایک نظر آتی ہیں لیکن جب ہم قرآن پاک کی آیت میں تفکر کر تے ہیںکہ با وجود انسان اور حیوان کی زندگی یکسا ں ہیں انسان ایک ممتاز فر دبن کے سامنے آتا ہے مثلاً یہ ہے کہ بھنس جہاںسے چا ہے منہ مارکیاپنا پیٹ بھر سکتی ہے انسان کے لئے یہ جا ئز نہیں ہے وہ کسی کا مال کھا لے جو ہے وہ الگ ہے انسانوں کی اور حیوانوں کی وہ قدر مشترک ہے تو قرآن پاک کا تو ایک حصہ اس بات پر مشتمل ہے کہ انسان کس طر ح زندگی گزارے کس طر ح پا کیزگی اختیار کر ے کس طر ح ہمسائیوں کے حقوق پو رے کر ے ، اس بات کا خیال رکھے کہ دو سرو ں کا حق نہ ما را جا ئے بے ایمانی نہ ہو جس کو آپ رزق حلال کہتے ہیں ستر پو شی کیسے کی جا ئے حیا ت کیا ہے ْقرآن پاک

کا ایک حصہ ایسا ہے کہ جوا نسان کو حیوانات سے ممتاز کر کے معاشرت کا جو
پہلو ہے انسان کا وہ اجا گر کر تا ہے اب اس معاشرے میں ساری چیزیں آگئی
بچوں کی تر بیت کس طر ح کر یں انسان نماز رو زے کس طر ح کر ے وغیرہ
وغیرہ دوسرا حصہ قرآن میں یہ ہے کہ قرآن پاک میں تا ریخ بیان کی کہ جس نو
ع انسانی میں کس قسم کے لوگ پیدا ہو گئے کس قسم کے گروہوں پیدا ہو گئے
کتنے اللہ نے پیغمبر بھیجے ان پیغمبرو ں کی کیا تعلیمات تھیں لوگوں نے ان
پیغمبروں کو کس حد تک سنا کس حد تک رکھا کس حد تک رد کیا نہ صرف یہ ہے
کہ اللہ کی بات نہیں سنی بلکہ اللہ کے فرشتہ بندوں کو قتل بھی کر دیا وغیرہ
وغیرہ اور ان تا ریخ حکا ئق میں یہ بات سامنے آئی کہ قومیں کا عروج و زوال
جو ہے قوموں کا عروج و زوال اس کے قومیں کتنی جدو جہد کر تی ہیں کتنی کو
شش کر تی ہیں تو ایک حصہ یہ ہو ا کہ تا ریخ سے یعنی قرآن پاک کا ایک حصہ
تا ریخ ہوا کہ ہم زندگی کیسے گزاریں معاشرت میں دو سرا حصہ تا ریخ کہ
قوموں نے کیا کردار انجام دیا اوار اس سے قوموں کو کیا عروج حاصل ہو ا اور
اس سے برا کردار انجام دیا تو قومیں کس طر ح بر با د کر دی گئی قوم
عاد ،قومیں ثمود،قومیں لوح ،قومیں نوع وغیرہ وغیرہ تیسرے حصہ قرآن میں اس
کو قرآن پاک اپنی زبان میں معاد کہتا ہے م عادیہ جو معاد کا حصہ ہیاس حصہ
میں سارے دست جو ہے روح پر ہے رو ح کیا ہے۷ رو ح کہاں بنی کیسے بنی روح
نے کتنے روپ بندلے عالم ارواح میں تو زمین تھی تو ان کے آنے تک اس کو کن کن
مدارج سے گزرنا پڑا پھر اس دنیا میں آنے کے بعدکن کن مدارج سے گزار کر بوبڑھا
ہوا بو ڑھان ہو نے کے بعد بالآخرمر گیا اور مر نے کے بعد کہاں چلا گیا اور مر نے
کی زندگی کا نقشہ پھر حساب کتاب ہو گا پھر دو با رہ زندہ ہو جا ئے گا اجس
طر ح مر نے سے پہلے تھا حساب کتاب ہو گا حشر نشر ہو گا جنت دو زخ ہو گی
وغیرہ وغیرہ تو اب قرآن کے تین حصہ ہمارے سامنے آئے ایک حصہ یہ ہے کہ
انسان پا کیزہ زندگی کس طر ح گزارے اس پا کیزہ زندگی میں سارے وسائل زیر
بحث آگئے کہ شادی کس طر ح کر ے دیکھئے شادی بھنس کی بھی ہو تی ہے اس
کا پتا ہی نہیں شا دیہی انسان کی بھی ہو تی ہے دیکھئے اب انسان کی شادی
میں اور بھنس کی شادی میں بنیادی فر ق یہ ہے کہ انسان جب شا دی کر تا ہے
تو اس کے اللہ اور اللہ کے رسول اللہﷺ کے بنا ئے ہو ئے قانون اس کے سامنے ہیں
اورہ انب قو انین پر جب وہ عمل کر تا ہے تو اس کو شا دی کہتے ہیں اور اس
قوانین سے ہٹ کر شا دی جیسا عمل کر تا ہے تو اس کو شا دی آپ نہیں کہہ
سکتے ایک ایاشی ہے وحاشی ہے کچھ بھی آپ اسے کہیں اسی طر ح آگلے حلال
آپ محنت مزدوری کر کے رو زی کمائیں یہ کو ئی حلال ہے آپ کسی کے گھر میں
چو ری کر لیں کسی کا حق ما ر لیں مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا ایک
نظام ہے جو اس نے پیغمبروں کے ذریعہ اس د نیا میں بھیجا اور پیغمبروں کے
ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیامیں اور تمام دو سری دنیا ئوں میں یہ ایک دنیاتو بہت
چھو ٹی سی ہے با لکل اسی طرح ایک اربوں کھربوں دنیا ئیں ہیں اب جیسے ہم

یہاں بیٹھے ہو ئے ہیں اب ایسی بہت اربوں کھربوں دنیا ئیں ہیں اس میں
پیغمبروں کو بھیجا اور پیغمبروں نے نو ع انسانی کو نوع کا ئنات کو اچھا ئی اور برا
ئی کا تصور دیا بھنس برک ی اچھا ئی برا ئی کے تصور سے واقف نہیں ہے کیوں
کہ ا نسان اچھا ئی برائی سے واقف ہے وہ تما م تا ریخ کے بارے میں میں بیان
بھی کر چکا ہوں اب رہ گیا معاد معاد کا جو حصہ ہے اس میں انسان فی الواقع
گو شت پو ست کے جسم کا نام انسان نہیں ہے اگر گو شت پو ست کے جسم کا
نام انسان ہو تا تو جب اس کے اندر سے روح نکل جا تی ہے تو جسم میں حر کت
نہیں رہتی یہ ہمارا مشا ہدہ ہے کہ انسان مر جا تا ہے لیکن رو ح اس سے اپنا
تعلق منقطع کر لیتی ہے تو جسم میں کو ئی تبدیلی نہیں ہو تی ایسا نہیں ہو تا
کہ آپ کا ایک ہا تھ وہاں جا پڑا اور ادھر ادھر نہ اسای جگہ انسان سو یا پڑا ہے
لیکن اس کے با وجود اس کا ہر عضو موجود ہے نہ وہ ہا تھ ہلا سکتا ہے نہ وہ
پیرو پر کھڑا ہو سکتا ہے نہ وہ کسی سے بات کر سکتا ہے اگر اسے کسی قسم
کی تکلیف پہنچا ئی جا ئے تو وہ تکلیف کا اظہار نہیں کر سکتا کسی قسم کی
رات پہنچائی جا ئے تو کسی کا شکر یہ اد نہیں کر سسکتا تو معلو م یہ ہوا کہ
جو انسان کا اصل جو ہے وہ گو شت پو ست کا جسم نہیں ہے بلکہ روح نے
متحرک کیا ہوا ہے اب وہ انسان جو گو شت پو ست ہے وہ اصل نہیں ہے بلکہ
اس روح جو ہے وہ اصل ہے اورروح کیا ہے ابا یہ جا ننا ضروری ہو گیا کہ لا ملا
رو ح کیا ہے تو یا ملا یہ بات سامنے آجا ئے گی کہ اگر آپ نے رو ح کو سمجھ لیا
کہ روح کو بنا نے والا اور جب روح کے بنانے والے کے ذہن میں یہ آئے گا کہ آپ کو
روح کو بنا نے والا کو ہے تو اس ہستی کا آپ کھو ج لگا ئیں گے اسا ہستی کو
تلاش کر یں گے جس نے روح کو بنا یا تو یہ اس ہستی کا کھوج لگا نا اس ہستی
کو تلاش کر نا یہ سب جو ہے طریقت کے دائرے میں ن آتا ہے اور انسان حیوانات
سے ممتاز ہو کر زندگی گزارے اس میں اچھا ئی برائی وغیرہ وغیرہ یہ سب
شریعت ہے تو شریعت سے مراد یہ ہے کہ انسان حیوانات سے ممتازہو کر لا
عمل منتخب کر لے جس لاہے عمل کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کے ذریعے اس
دنیا میں بھیجا ہے اب جتنے بھی، پیغمبر آئے سب نے ایک ہی بات کہی رسول
اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی بھی یہی ہے کہ میں کو ئی نئی بات نہیں کہہ رہا میں تو
وہی بات کہہ رہا ہوں جو میرے بھا ئی کہہ گئے تو یہ جو شریعت جو ہے
شریعت یہ زندگی گزارنے کا ایک عمل ہے جو اللہ اور اللہ کے رسول کے احکامات
کے مطا بق زندگی گزارتا ہے اس سے کیا ہوااس سے انسان حیوانات سے ممتاز
ہو گیا اب جب وہ حیوانات سے ممتاز ہو گیا تو اس کے اندرعقل و شعور بھی
زیادہ آگیا یا ملا اس لئے جب اس نے خود کو ممتاز کر دیا حیوانات سے تو اس کی
عقل جو ہے وہ بھی زیادہ ہو گئی اور اس کو اللہ تعالیٰ نے ایک عقل و سلیم عطا
کیا اب عقل و سلیم اس کو بتا تی ہیں کہ بھئی تو اپنا وجود تو تلاش کر بھئی تو
پید اہو نے سے پہلے کہاں تھا اور پیدا ہو نے کے بعد تو کہاں چلا جا تا ہے تو پیدا
بھی ہو تا ہے اور تو چا ہتا ہے کہ کبھی نہ ما روں تو مر بھی جا تا ہے تو بھئی یہ

کیا چکر ہے اپنی مر ضی سے تو پیدابھی نہیں ہو سکتا اپنی مر ضی سے تو مر
بھی نہیں سکتا آخر پھر تجھے یہاں آنے کا فا ئدہ کیا ہے تیرا تو اپنا کو ئی اختیار
ہی نہیں ہے پیدا ئش کا مجھے اختیار نہیں ہے موت کو کچھ دیر کے لئے ملتوی کر
نے کا اختیار نہیں ہے جب کو ئی ہستی چا ہتی ہے تو پید اہو جا تا ہے اور جب
کو ئی ہستی چا ہتی ہے تو مر جا تا ہے تو لا ملا یہ باات ذہن میں آتی ہے کہ یہ
کیا ہے یہ پیدا کیوں کیا گیااور ہمیں اس لئے پید ا کیا کہ کہ بھئی ہم کھا نا کھا
ئیں ہماری اولاد ہو ہم ماں باپ بنیں تو یہ تو جناب چڑ یا بھی ماں باپ بن رہی
ہے چڑیا کو بھی بھوک لگتی ہے چڑیا کو بھی پیاس لگ رہی ہے اگر انسان کو اس
لئے پیدا کیا کہ وہ گھر بنا ئے تو چڑیا بھی گھو نسلے بناتی ہے تو چو ئے بھی اپنا پل
بنا تے ہیں کتے بھی اپنا بل بناتے ہیں ا ب یہ الگ بات ہے کہ کتے کی ضروریات کے
مطا بق کتا اپنا گھر بنا لیتا ہے انسان کو تھو ڑی سی عقل زیادہ دی ہو ئی ہے تو
وہ اپنی ضروریات کے مطا بق گھر بنا لیتا ہے تو گھربنانے میں کتے میں انسان میں
کو ئی مشترک بن اب ایک انسان اپنے لئے اپنے لئے اتنا بڑا گھر بنا لیتا ہے اپنے لئے چا ر پا ئی
آجا ئے لیکن گھر بناتا ہے گھر سے مراد یہ ہے کہ سردی گرمی سے تحا فظ دھو پ
اور با رش سے تحا فظ اب کتا بھی دھو پ اور با ر ش کی تحا فظ کے لئے کھو
میں گس جا تا ہے چو ئے اور بے شمارحشرات ا لعرض چیونٹے کیڑے مکو ڑے وغیرہ
وغیرہ تو اس سے یہ جو قرآن پاک ہے شریعت جو ہے وہ نظامی زندگی انسان کو
ایسا دیتی ہے کہ اس سے ایک ممتاز عقل پیدا ہو تی ہے جو حیوانات میں نہیں
ہو تی اس کو عقل و سلیم کہتے ہیں اب عقل و سلیم کے بعد اپنا موازنہ کر تا
ہے بھئی حیوان بھی پیدا ہو رہا ہے میں بھی پید اہو رہا ہوں ،حیوان بھی بچے
ہے میںبھی بچے ہے ،حیوان بھی مر رہا ہے ،میں بھی مر رہا ہے تو اس کے پیچھے
کیا ہے کیا ہے تو یہ جو تلاش ہے اپنی تلاش یہ جو ہے یہ سب طریقت ہے اس
تلاش کے نتیجے میں جب آپ اس ہستی جو پہچان لیتے ہیںاس ہستی سے واقف
ہو جا تے ہیں اس ہستی کا تعارف آپ کو حاصل ہو جا تا ہے جس ہستی نے
سب کچھ بنایا ہے آپ کو بنا یا ہیاس کا نام معرفت ہے تو شریعت طر یقت
معرفت تینوں چیزیں اس طر ح ہیں تو اب یہ ہے کہ شریعت کے بغیر کو ئی آدمی
حیوانات سے ممتاز نہیں ہو سکتا شریعت کے بغیر کسی انسان کے اندر عقل و
سلیم پیدا نہیں ہو سکتا اب اسے دیکھئے مثال آپ کے سامنے ہے ا ب ہمارے
سامنے جو مودہ سائنٹس ہیں کیا ٹھکا نہ ہے ان کے دماغوں کاکے صاحب وہ
آسمانوں میں بئی چلے گئے اور جیل جیسی چیز دریافت کر لی اس لئے وہ ہر چیز
کو اتفاق ہی کہتے رہتے ہیں کہ حدثہ ایسا ہو گیا اتفاق سے ہو گیا یعنی با وجود
اس کے کہ نئے نئے انکشاف اس کے اوپر ہو رہے ہیکو ئی بر ملا احسان اس کے
اوپر نہیں کر تے کہ کو ئی ہستی ایسی ہے جس میں آدمی ہے یا پھر اللہ اس
میں خدا یا تو وجہ اس کی یہ ہے کہ اس میں جو ان کا ایک درد ہے زندگی گزارنے
کا منتقل پرو گرام ہے اس میںوہ پیغمبروں کی تعلیمات نہیں ہے جن تعلیمات کا
نام شریعت ہے تو یہ تینوں چیزیں لا زم و ملزوم ہے اگر ان تینوں چیزوں میں سے

کو ئی ایک چیز بھی نہ ہو تو پھر یہ ہر چیز ادھو ری ہے۔ عقل و سلیم حاصل کر
نے کے لئے جس پیغمبروں کااور رسول اللہﷺ پر عمل کر نا ضروری ہے۔ شریعت تک
اور عقل و سلیم حاصل ہو نے کے بعدکا ئنات کا کھوج لگا نا ضروری ہے۔ اور جب
کا ئنات کا کھوج لگا نے کے بعد اللہ کاعرفان حاصل کر نا ضروری ہے۔ محض
شریعت کے اوپر عمل کر نا بالکل ادھو ری بات ہے۔ محض طر یقت کے اوپر عمل
کر نا بالکل ادھو ری بات ہے۔ جب تک عقل و سلیم نہیں پیدا ہو گی تو ظا ہر ہے
وہ راستے میں پتا نہیں کیا واقعات پیش آجا ئیں کیا ہو جا ئے بڑے پیر صاحب کا
ایک بڑا مشہو ر واقعہ ہے کہ کہیں تشریف لیجار ہے تھے کہ ا چا نک آسمان میں
چانکا چوک ہو گادیکھا اس نے اور ذہن میں یہ بات آگئی تو اس میں سے آواز آئی
اے پیرو جیلا نی مجھے معاف کر دیں تو انہوں نے سو چا کہ بھا ئی یی کیسے ممکن
ہے کہ رسول اللہﷺ کے اوپر تو نماز معاف بھی ہو ئی جبکہ معصوم بھی ہیں تو
میرے اوپر جناب کیسے معصوم ہو ئی یہ بات اب دیکھئے تو کبھی بھی ان کے ذہن
میں یہ بات نہیں آتی کہ رسول اللہﷺ معصوم ہیں اور جب ان کے اوپر نماز معاف
نہیں تو کسی اورکیے اوپر کیسے معاف ہو سکتی ہے۔ تو اس میں شیطان کا لا
حول ولا قوت...کہ تو تجھے تیرے علم نے بچا لیا انہوں نے کہا کہ میرے علم نے
مجھے بچا لیا تو یہ خیال رسول اللہﷺ کے اذریعہ یہ خیال اگر اللہ میرے ذہن میں
نہیں ڈالتا تو میں کیسے بچتا انہوں نے کہا ہتو اس سے یہ واقع سے یہ بات ہمارے
سامنے آتی ہے تو اس طر ح ہو تی ہے کہ طر یقت کا علم اب کو ئی نے پڑے یہ
کو ئی نہیں کہہ سکتا لیکن کو ئی آدمی یہ نہیںکہہ سکتا کہ صاحب میں نماز نہ
پڑھ کر کو ئی کام کرو ں اب ٹھیک ہے تو نماز کابھی منشاء یہی ہے کہ نماز کی
جو حرکات و سکنا ت ہیں نماز کے جو ارکان ہیں مثلاً پاک صاف ہو نا سب کچھ
ہے لیکن اللہ تعالیٰ کعلہ کلا محتاج نہیں ہے لیکن مر کزیت قائم کر نے کے لئے
پیغمبروں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی اللہ تعالیٰ نے درخواست کو قبول کر لیا
لہذا جس خانہ کعبہ کہا مثلاً شریعت کے میں ناپاک کپڑوں سے نماز نہیں پڑھ
سکتے مثلاً کو ئی آدمی نماز جگی میں نماز نہیں پڑھ سکتا اب اس کے بعد جب
نماز کی نیت آپ نے با ند ھ لی اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم ہو
جا تا ہے یہ طر یقت ہے اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ قرآ ن پاک کے ارشاد کے مطا بق
ہر گز نماز نہیں ہو گی اللہ تعالیٰ قرآن پا ک میں فر ما تے ہیں اللہ تعالیٰ ان
نمازیوں کی حلا کت کے لئے ...مسلین اور حلا کت ہے ان نمازیوں کے لئے تو اللہ
کو دیکھنا اللہ کو پکا رنا اور اللہ کا اس پکار کو سن کرجواب دینا اس بات کا
خالی شریعت کے اوپر عمل کر نے سے کو ئی انسان مومن...اب یہ مسلمان یہ
کہتے ہیں ہم مسلمان ہیوما ...مسلمان بیشک ہیں لیکن ابھی ان کے دلوں
میں ایمان داخل نہیںہوا ...مسلمان ہو نا شریعت پر عمل کر نا ہے مسلمان ہونے
کے بعد اللہ تعالیٰ کے ساتھ را بطہ قائم کر نا تما م ارکان کے لئے پو را ہییے ایمان
ہے اور ایمان کی تکمیل کے بعد جو مر حلہ ہے وہ انسان اور اللہ تعالیٰ کے
معصوم ہے تویہ جو لوگ طر یقت اور شریعت یہ اور وہ بات کچچ لمبی چو ڑی

نہیں ہے سیدھی سی بات ہے شریعت آداب ہے اس راستے پر چلنے کے جو راستہ
چلا کر اس راستے پر انسان کو لیجا تا ہے آپ راستے کے آداب سے واقف نہ ہو یہ
پتا نی ہو کہ بھئی کہاںسے موڑنا ہے کدھر جا نا ہے کہاں سائے

س کلاسٹ دیکھا رہا ہے آپ راستے ساری زندگی چلتے رہیں گے پہنچیں گے
نہیںراستے کے آداب ہی یہ ہیں کہ آ'پ کو یہ معلو

م ہو نا چا ہیے کہ راستہ کدھر سے ہے اگر ہم با ئیں دائیں سے ملیں گے تو
راستہ کس طر ف ہیں اورآپ اس راستے کے ان آداب سے واقف نہیں ہیں تو
منزل پر پہنچنا مشکل ہے پہنچ ہی نہیںس کتے کبھی ادھر موڑ جا ئیں گے کبھی
ادھر مو ڑ جا ئیں گے اھد...کا مطلب یہ ہے کہ یا اللہ ہمیں سیدھے راستے پر ہدا
یت دینا اب سیدھے راستے کی ہدا یت آپ مانگے ہیو ہی ہے الحمد شریف ...روز
ہر نماز میں کتنی ستر رکعتیں تو عشاء کی ہیں ستر دونی چو تینس مر تبہ تو
آپ عشاء کی نماز میں ہی پڑھتے ہیں کیاآپ نمازمیں کھڑے ہوگئیتو آپ صرا ط
مستقیمپر نہیں ہیں بئئی جب آذان ہو ئی آپ بھا گے بھا گے مسجد چلے گئے یا گھر
میں مصالے پر کھڑے ہو گئے اللہ و اکبر کر کے آپ نے نیت با ند ھ لیاالحمد شریف
آپ پڑھ رہے ہیں اور کہتے ہیں یا اللہ ہمیں سیدھے راستے پر چلا تو کیا آپ نماز
پڑھنے کے باوجود سیدھے راستے پر نہیں ہیاھد...یا اللہ ہمیں سید ھے راستے کی
ہدا یت بخش مقصد یہ ہے کہ اے اللہ اب ہم شریعت کے تما م تقاضے پو رے کر
کے تیرے سامنے آکے کھڑے ہو گئے اب تو ہمیں طر یقت کا راستہ بتاکے ہم ا ب
طریقت کے راستے پر چل کر آپ کا عرفان حاصل کر یں انعمت ...ہمارے اوپر
انعام کر اورہمیں ان لوگوں میں شمارنہ کر جن سے آپ نا راض ہیں بلکہ ہمیں
ان لوگوں میں شمار کر جن سے آپ راضی ہیں بھئی بندہ جب نماز کے لئے کھڑا
ہو گیا تو کھڑے ہو کر دعا کیو ں ما نگ رہے ہیں تو ان کے نام لیواتو ہیاسلا م
میں تو ہم داخل ہو گئے تو اس کا مطلب ہے کہ خالی اسلام میں داخل ہو نا
خالی شریعت پر چلنا اھد ...ما لک نہیںجو کہتے ہیں ...عربی آیت ...جو کہتے ہیں
تو اسلام لا ے ہم مسلمان ہیں لیکن ابھی ان کے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا
نا الگ چیز ہے اور ایمان دل میں داخل ہو نا الگ چیز ہے مسلمان سن کر کلمہ پڑ
ھ کے اسلام لا سکتا ہے ممکن بغیر کسی بات کا کسی بات کا اقرار کر دسکتا ہے
اب آپ کہتے رہے ہیں اشھدان ...کیا آپ جھوٹی گواہی دے رہے ہے تو یہ دنیا تو
آپ کی جھو ٹی گواہی تسلیم نہیںکرے گی اب آپ کہیں کہ اب آپ قسم کھا ئیں
گے آپ جو کچھ بھی بو لیں گے سچ بو لیں گے ہا ا ب اس آدمی نے چو ری کی کہ
ہاں بھئی چو ری کیاب بھئی تم نے دیکھا کہ نے میرے بڑے اچھے بزرگ ہیمیں ان کا
بڑاعقیدت مند ہو وہ کبھی جھوٹ نہیں بو لتے تو انہوںنے مجھ سے کہا تھا اس
بنیاد پر میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ عدالت یہ گو اہی ما ن لے گی تو یہ با ت
کہ عدالت آپ کی گو اہی نہیں ما نتی تو اللہ کیسے مان لے گا جب کہ اللہ تعالیٰ
نے آپ کو جب پیدا کیا الست بر بکم ...بڑا آپ کو دیکھا دیا اور اللہ تعالیٰ کو اور

آپ نے دیکھ کر اس کی آواز سن کر کہاکہ جی قالولبلیٰ ہم اس بات کا اقرار کر
تے ہیں تو اس نے کہا ہم دیکھیں نے اللہ کو بات کیااسی لئے رسول اللہﷺ نے فر
ما یا من عرفہ نفس فقد عرفہ ربہ...اپنے آپ کو جان لو اپنے آپ کو پہچان لو اور
اس پردے کو دیکھ لو اور اس پردے کو دیکھ لو جس پر دے نے تمہیں اور تمہارے
رب کو الگ کر دیا ہے۔ اور جب تم اس پر دے کو دیکھ لو گے اس پر دے کو جان لو
گے تو رب تمہارے سامنے تم رب کے سامنے ہو گے۔ تو طریقت کے بغیر شریعت
کی تکمیل نہیں ہو تی ور شریعت کے بغیر طریقت کی تکمیل نہیں ہو تی ۔
اختتام

خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd 71

Track 2

Time 28:34

۲۔مراقبہ کی کیفیت کی حقیقت

جب کو ئی بندہ کوئی روحانیت کا طا لب علم مرا قبہ کر تا ہے۔ تو اس مراقبہ
میں بہت ساری چیزیں نظر آتی ہیں مثلاً ایک آدمی مراقبہ کر رہا ہے۔ اور وہ
کسی باب میں ہے۔ اور اس باب کا نقشہ اس طر ح ہے۔ کہ جیسے جنت میں با غ
کا نقشہ ہے۔ اور انبیا ء علیہم الصلوٰ ۃ والسلام نے بتا یا ہے۔ تو ان کا سوال یہ ہے۔
کہ مراقبہ میں دیکھی ہو ئی چیزیں کیا حقیقت پر مبنی ہو تی ہیںان کا تعلق کو
ئی خیال سے نہیں ہے۔ اور ان کا تعلق خیال سے ہے۔ تو یہ کیسے پتا چلے کہ سوال
کہ جوان میں ایک سوال یہ نکلتا ہے۔ کہ کیا ہماری زندگی میں کو ئی بھی ایک
ایسا عمل موجود ہے۔ جس کو ہم تغیر کے علاوہ کو ئی نام دے سکتے ہیں مثلاً
جب ہم پید ا ہو تے ہیں تو شادی کے بعد ہمارے ذہن میں اولاد کا ایک تقاضہ ابھر
تا ہے۔ اور وہ ایک خیال اس طر ح دماغ کے اوپر مسلط ہو جا تا ہے۔ کہ ماں ہو یا
باپ اس کے ذہن میں یہ خیال ہی نہیں ہو تا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اولاد دے
یہاںماشا اللہ جتنے بھی شادی شدہپ افراد تشریف رکھتے ہیں اور جن کو اللہ
تعالیٰ نے اولاد کی طر ف سے نوازہ ہے۔ وہ اس بات سے واقف ہیں کہ پہلی جب
اولاد ہو تی ہے۔ تو ماں کے دل میں اور باپ کے دل میں بھی بار بار ایک ہی بات کا
خیال آتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اولاد دے ،اللہ تعالیٰ اولاد دے ،اللہ تعالیٰ اولاد دے اور
والدین یعنی ماں اور باپ کے دو خیال یعنی اولاد ہو اولاد ہو جب ایک نقطہ پر
جمع ہو جا تے ہیں اور مر کوزہو جا تے ہیں تو یہ دو خیال تو نتیجہ میں ان دفو
خیالوں سے تیسرا جو مر کز ہے۔ ہے۔ یہ تیسری چیز جو تخلیق ہو تی ہے۔ یہ اولاد

ہو تی ہے اس کے بعد پیدا ئش کے جو مراحل ہیں ان سے گزارنے کے بعد ماں کے
ذہن میں جب تک بچہ ماںکے پیٹ میں رہتا ہے ایک ہی بات ہو تی ہے کہ خیر عا
فیت کے مجھے فا رغ کر یں اور اللہ تعالیٰ مجھے ایک خوبصورت بچہ عطا کر ے
جس میں کو ئی نقس نہ ہو صحت مند ہو اوار جب تک کو ئی پیدا ئش نہیں ہو
جا تی ماں کاخیال اورباپ کا خیال اسی نقطے پر مر کوز رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ
ہمیںصحت عافیت کیساتھ اولادد ے پید ائش کے بعد والدین کی ذمے داریوں میں
اضا فہ ہو جا تا ہے ااور ماںکے دل میں اللہ تعالی مبت دال دیتا ہے اور باپ کے
دل میں اللہ تعالیٰ محبت ڈال دیتا ہے تو وہ ماں باپ بننے کے بعد اولاد کی پیدا
ئش کے بعد جو زندگی اختیار کر تا ہے وہ با لکل نئی زندگی ہو تی ہے حالا نکہ
وہ معنوس ہے ماں کی محبت سے معنوس ہے ،باپ کی محبت سے معنوس
ہے ،بہنوں کی محبت سے معنوس ہے،اپنے بھا ئیوں کی محبت سے معنوس
ہے،رشتے داروں کی محبت سے معنوس ہے ،دوستوں کی محبت سے معنوس
ہے ،لیکن اولاد کی محبت سب سے الگ ہو تی ہے کو ئی بھی ماں باپ اچھی طر
ح جا نتا ہے کہ اولا د کی محبت جو ہے وہ سب سے زیادہ ہو تی ہے اور اس کا
تعلق جو ہے وہ بالکل الگ ہو جا تا ہے مثلاً اگر کسی آدمی کا کوئی دو ست
کھو جا ئے تو اسے فکر تو ہو گی تکلیف تو ہو گی لیکن اگر اپنی اولاد گم ہو جا ئے
تو نہ آدمی جو بھوک لگے گی نہ آدمی کو نیند آئے گی اس لئے اس کو چین ہی
نہیں ملے گا کہ اس کی جو اولاد اس کی جو کھو ئی ہو ئی ہے اس کے پاس
وابسطہ ہو جا ئے تو یہ اولاد کی طر ف جو معنوس ہے اس کو ایک باولہ آدمی
جو خیالات کو عملی جا مہ نہیں پہنا سکتا اس کی اگراولاد کھو جا ئے تو اسی پتا
بھی نہیں ہو گا کہ میری اولاد کھو ئی ہو ئی ہے۔پھر آپ یہ دیکھئے انسان جب
بڑا ہو تا ہےء تو اس کی جو ضروریات ہو تی ہیں مثلاً کھا نا ،پینا ،سو نا ،جا گنا
ان سب کا تعلق خیال سے ہی ہے اگر کسی آدمی کو زندگی میں پا نی پینے کا
کبھی خیال نہ آئے تو آدمی پانی نہیں پئے گا پہلے خیال آتا ہے پانی پینے کا پھر
آدمی پا نی پیتا ہے بغیر پیاس کے کو ئی آدمی پا نی نہیں پیتا اسی طر ح اللہ
تعالیٰ نے بتا دیا کہ جب تک آدمی جو بھوک نہیںلگتی آدمی نہیں کھاتا تو بھوک لگنا
کیا ہے بھوک لگنا بھی خیال ہے اور ضرورت ہے انر جی کے لئے طا قت کے
جسمانی صحت کے لئے اور ضرورت ہے کچھ کھا نے کی کچھ اندر ڈالنے کی تو وہ
خیال اب یہ الگ بات ہے کہ خیال کا نام بھوک رکھ لیا خیال کا نام اس نے پیاس
رکھ لیا اب اس کے اندر جو کام کر تا ہے اس کے اعصاب کا تو اس کو یہ ضرورت
پیش آتی ہے کہ اعصاب کو آرام ملے اعصاب کا جو کھنچا ئو ہے وہ ختم ہو تو
اس کا نام آرام کا آسائش کا کھنچا ئو کا ختم کر نے کا کو ئی عمل نہیں ہے نہ ہو
تا ہے اور جب تک کسی آدمی کو نیند نہیں آئے گی وہ سو تا نہیں ہے آج کل تو
ایسا ہو گیا ہے لوگ نیند کی گا لیاں بھی کھا تے ہیں پھر بھی نیند نہیں آتی کیوں
نہیں آتی بھئی اس کا مطلب ہے کہ جو نیند کا خیال ہے وہ خیال نیند میں انسان
کا منتقل ہو جا تا ہے اس میں کہیں گڑ بڑ ہو تی ہے پھر یہ یہ صورت حال کہیں

آپ دیکھتے ہیں کہ سو نے کیء بعد ہر انسان کو جا گنا بھی پڑتا ہے کو ئی انسان
ساری زندگی سو نہیںسکتا کو ئی انسا ن ساری زندگی بیدار نہیں رہ سکتا تو وہ
جو سو نے کے بعد اٹھنا ہے وہ بھی ایک خیال ہے وہ بھی ایک اپنا کام کر و دفتر جا
ئو دو کان پر جا ئو بچوں کے لئے کچھ رو زی کمائو گھر کی ضروریات پو ری کر نی
ہیں تو یہ زندگی جو ہے ساری زندگی جو ہے وہ خیال پر ہے زندگی کا کو ئی بھی
ایک عمل کو ئی بھی ایک جذبہ کو ئی بھی ایک سفر ایسا نہیں ہے کہ جس کو آپ
کہیں کہ صاحب یہ بغیر خیال کے ہم پو را کر رہے ہیں زندگی کے جتنے بھی
خیالات ہیں ان کے کے پیچھے خیال ہے خیال آئے گاآپ اس خیال کو قبول کر یں گے
اس کے بعد ہوا تھ پیر ہلا ئیں گے اور تو اب یہ کہنا کہ صاحب یہ دنیا عالم تغیر ہے
اب یہ رو حانی دنیا عالم تغیر ہے تو یہ رو حانی دنیا تغیر کے لئے تو ساری زندگی
الگ الگ ہے اب ہم خیال سے با ہر قدم رکھ ہی نہیں سکتے تواس زندگی کا نام
عالم تغیر کہاں سے ہے عالم تغیر خیالات کے اوپر دیپینٹ کر تا ہے اب جیسا کہ
میں نے آپ سے عرض کیا ہے زندگی کا ایک بھی تقاضہ ایسا نہیں ہے جو زندگی
سے با ہر ہو یہ تو ہماری ما دی دنیا کا حساب کتاب ہے جو میں نے ظاہر کیا اب
یہ جو صاحب سوال کر تے ہیں کہ رو حانیت میں جو کچھ ہ، دیکھتے ہیں کیا وہ
حقیقت پر مبنی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر انسان کے اندر یقین کا پٹرن بن
جا ئے تو جو کچھ وہ دیکھ رہا ہے وہ حقیقت ہے اور انسان کے اندر یقین کا پٹرن
موجود نہیں ہے تو وہ اگر یقین کو بھی دیکھ رہا ہے تواس کی مثال یوں ہے بھئی
ہم سب کہتے ہیں اللہ ہیں ہم سب کہتے ہیں اللہ ہے ہم سب کہتے ہیںکہ اللہ
دیکھتا ہے اس کے با وجود اللہ دیکھ رہا ہے ہم گنا ہ کر تے ہیں یہ کیسے ممکن
ہے یعنی ایک آدمی یہ کہہ رہا ہے مجھے اللہ دیکھ رہا ہے تو یہ لفظ ہے یقین
اس کے اندر پٹرن نہیں ہے ہجب اللہ دیکھ رہا ہے تو کوئی آدمی گناہ کیسے کر
سکتا ہے کو ئی آدمی اللہ کے خلاف قدم کیسے اٹھا سکتا ہے ایک قصہ ہے توان
کے فدو مرید تھے تو ایک مر ید سے زیادہ شفقت کر تے تھے تو جس مر ید سے
زیادہ شفقت کر تے تھے تو وہ لوگ پو چھتے تھے کہ صاحب یہ کیا بات توایک دفعہ
انہوں نے ایک صاحب کو کہاکہ بھئی یہ چیز ایسی جگہ دبا ئو جہاں کو ئی نہ
دیکھئے تو وہ گئے انہو ںنے وہ کہیں جنگل میں گئے اِدھر اُدھر دیکھا وہاں کو ئی
آدمی نہیں ہو چیز دبا کر آگئے پھر ا ن کو بلا یا جس میں زیادہ شفقت تھی کہ
میاں یہ ایک چیز ہے یہ ایسی جگہ دبا کر آئو جہاں کو ئی نہ دیکھے تو وہ جناب
صبح کے گئے گئیشام ہو گئی آئے نہیں واپس وہ حیرا ن پر یشان تو لو گوں نے کہا
کتنا چھو ٹا سا کام تھا دیکھئے سا را دن لگا دیاشام کو وہ تھکے ہا پتے ہو ئے آئے
وہ چیز آکے اپنے صاحب کے سامنے پیش کر دی کہنے لگے بھئی ہم نے تم سے کہا
تھا تم اس کو دبا کے آنا جہاں کو ئی نہ دیکھ رہا ہو تو کہنے لگے صاحب صبح سے
شام ہو گئی تلاش کر تے ہو ئے کو ئی جگہ ایسی نہیں ملے جہا ں بھی گیا اللہ
دیکھ رہا ہے ...واہ واہ...تو اب دیکھئے یہ یقین کا پٹرن ہے تو اگر کو ئی انسان
مراقبہ میں کچھ دیکھتا ہے اگر اس کے اندر کچھ یقین کاپٹرن ہے تو وہ جو کچھ

دیکھ رہا ہے صحیح دیکھ رہا ہے اور ا گر اس کے اندر یقین کا پٹرن نہیں ہے ااگر
وہ صحیح بھی دیکھ رہا ہے تو غلط دیکھ رہا ہے یہی جو مراقبہ ہے دراصل یہ
مرا قبہ ایک طر ز فکر سے دراصل ایک تعلق ہے ہرا نسان اپنی نفی کر تا ہے اور
اپنی ذات کو سامنے رکھنا شیطنت کے علاوہ کچھ نہیں ہے اب دیکھئے اللہ تعالیٰ
نے فر ما یا اس طر ح شیطان سے کہ بھئی تو آدم کو سجدہ کر تو انہو ں نے کہا
صاحب میں تو اس سے زیادہ پڑھا لکھا ہوں ہمیں تو ملک الموت ہو میں تو آگ
کا بنا ہوا ہوں یہ تو مٹی سے سڑی ہو ئی مٹی سے بنے ہو ئے آدمی کو میں
کیسے سجدہ کر سکتا ہوں اس کا کیا مطلب ہوا اس کا مطلب ہوا کہ شیطان
کی ذات اپنے ساتھ تھی اللہ کا حکم تھا اب وہی غلطی آدم بھی کر تے ہیاللہ
میاں کہتے ہیں اس درخت کے قریب نہیں جا نا آدم سے غلطی سر سرد ہو جا تی
ہے اور انہوں نے کہا کہ ہم نے تمہیں منع کیا تھا جس طر ح اللہ تعالیٰ شیطان
سے پو چھ رہے ہیمیں نے کہا تھا تو نے کیوں نہیں سجدہ کیا میں آگ کا بنا ہوا
ہوں میں معلم لموت ہوں میں آدم سے پہلے کا بنا ہوا ہوں وغیرہ وغیرہ تو اب
آدم سے غلطی سر سرد ہو ئی تو اللہ تعالیٰ نے پو چھا کہ بھئی میں نے منع کیا
تھاتو اس درخت کے قریب نہ جا اب تو نے ہمارے حکم طو لی کیوں کہ اب دیکھئے
اللہ تعالیٰ کے سامنے آدم نے یہ نہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ نے جنت بنا ئی ہے ۔

خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd 71

Track 3

Time 04:29

۳۔اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے ؟

اب اپنی صورت پر پیدا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ ہمارے آنکھ نا ک کان جو ہے
یہ بات ہماری اس لئے سمجھ میں نہیں آتی کہ پھر خالق اور مخلو ق میں کیا فر
ق رہا حالانکہ کہ خالق وہی ہو سکتا ہے جو مخلوق سے نہ بنا ہو اور اس بات
کو اللہ تعالیٰ نے قر آن پاک کی صورہ اخلا ص میں واضع طور پر پیش فر ما یا
ہے کہ اللہ کہتا ہے اللہ جو ہے کثرت نہیں ہو تا مخلوق ہمیشہ کثر ت ہوتی ہے
اللہ و صمد اللہ ہمیشہ کو ئی احتیاج ہی نہیں رکھتا نہ اسے بھو ک لگتی ہے نہ
اسے پیاس لگتی ہے،نہ اسے گر می لگتی ہے نہ اساے سر دی لگتی ہے نہ وہ سو
تا ہے نہ اسے اونگ آتی ہے تا خذ ...کہ اللہ کو نہ نیند آتی ہے نہ اونگ آتی ہے
اچھا پھر اللہ تعالیٰ فر ما تے ہیںلم یلد ولم یو لد ...نہ وہ کیسی کا بیٹا ہے نہ وہ
کسی کا با پ ہے ولم یو ...اس کا کو ی خاندان بھی نہیں ہو تا اور مخلوق کے لئے

ضروری ہے وہ بہت سارے ہوں کثرت ہو ایک نہ ہو اگر یکتہ ہے تو مخلوق نہیں ہے مخلوق محتاج ہے ہر چیز سے محتا ج ہے پا نی سے محتاج ہے، بھوک سے محتا ج ہے ، دھو پ کی محتا ج ہے ،سر دی کی محتا ج ہے ،اچھا مخلوق کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کسی کا بیٹا ہو مخلوق کے لئے یہ بھی لاز م ہے کہ وہ کسی کا خاندان ہو اب وہکو ئی بھی مخلوق ہو کبو تر ہو بھیڑ ہو ،بھیڑیا گیدر اور کتے میں آپ کس طر ح امتیاز کر سکتے ہیں جب کہ دو نوں ایک ہی خاندان کے لگیں ان کی جو جبلت ہے وہ الگ الگ ہے حالا نکہ بنا ئی چا ر پیروں پر جا تی ہیں تو آپ بکر ی کو بھیڑ نہیں کہتے بھیڑ کو بکر ی نہیں کہتے کیوں بھئی ...بھیڑ بکر ی کو آپ کتا نہیں کہتے کتے کو کیوں بھئی دیکھئے خاندان الگ ہے تو ہر وقت ایک کا خاندان بھی ہو تا ہے اس طر ح انسانوں کا بھی خاندان ہو تا ہے اگر اب یہ ہے اللہ نے آدم کو ایک صورت پر پید اکیا یہ حدیث ہے قر آن کی آیت نہیں ہے تو اس کی صورت یہ نہیں ہے کہ اللہ نے ہمیں اس طر ح پیدا کیا کہ اللہ کے بھی دو ہا تھ ہیں اللہ کے بھی دو پیر ہیں مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی صفا ت کے اوپر پیداکیا ، مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی صفا ت کا علم عطا کیا ،قرآن پاک میں ہیں آدم لاسماء کلھا ...کہ ہم نے آدم کو اپنی صفا ت کا علم عطا کر دیا تو صورت پر عمل کر نے کامطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی صفا ت کے اوپر پیدا کیا اور وہ خا لق کی صفات ایسی صفات ہے کہ جو مخلوق کے اندر صلا حتیں بنتی ہیں حوا س بنتے ہیں اللہ تعالیٰ یہ بھی کہتے ہیں کہ بھئی تم میری بصارت سے دیکھتے ہو ،میری سما ت سے سنتے ہو میرے فواد سیجے سو چتے ہو تو بات یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جیسے ہیں مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فر ما یامیں تو یہ آنکھ بنا ئی اس آنکھ کے اندر جتنے عضلا ت بنا ئے جتنی اس کی پتلی بنا ئی یہ بنا تا وہ بنا یا یہ اصل میں یہ صورت ہے کہ یہ میری ایک صفت ہے تو وہ صفت میں سے میں نے تمہیں منتقل کیاتم میری سمات سے سنتے ہو میری صفت ہے سننا ،جب بندے مجھے پکا رتے ہیں تو میں سنتا ہوں ،خود اللہ تعالیٰ فر ماتے ہیںجہاں تم ایک ہو وہاں میں دو سرا ہوں جہا ں تم دو ہو وہاں میں تیسرا ہوں جو تم کر تے ہووہ میں جا نتا ہوں جو تم چھپاتے ہو وہ میں دیکھ رہا ہوں تو مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہے اب وہ صفات اللہ تعالیٰ نے بندوں کو منتقل کی ہاختتام

خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd 71

Track 4

Time 12:31

٤ہوظیفہ کی اجا زت

یہاں جو نظام کام کر رہا ہے کائنات میں اب مثلاً یہ پہلے کہ آپسب کو معلوم ہے
کہ اتنی بڑی کا ئنات ہے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے خود فر ما یا کہ سارے سمندر رو
شنیا ئی بن جا ئیں سا رے درخت قلم بن جا ئیں اس کا سب ختم اور اللہ کی با
تیں ختم نہیں ہو نگی اور ساتھ سمندر اور بن جا ئیں رو شنا ئی ختم ہو جائے گی
لیکن اللہ کی با تیں پھر بھی رہ جا ئیں گی یہ اتنا بڑا کا ئناتی نظام ہے اب یہ کو
ئی تصور ہی نہیں کر سکتا جب ساتھ سمندر رو شنا ئی بن جا ئیں اور پھر بھی
اللہ کی با تیں رہ جا ئیں تو یہ اتنا بڑا نظام ہے لیکن اتنے بڑے نظام کو جب اللہ
تعالیٰ نے بنا یا تو آپ سب حضرات جانتے ہیں صر ف ایک لفظ کہا ''کن ''یعنی
اللہ تعالیٰ کے ایک لفظ کن نے اتنا بڑا نظام قائم کر دیا تو اصل میں اللہ تعالیٰ نے
جو کن کہا وہ اللہ تعالیٰ کی اپنی طا قت ہے ربو بیت کی طا قت ہے اور وہ
ایسی طا قت ہے کہ ک ن حر ف جب مل گئے تو ان دو حرف کی اتنی طا قت
بنی اور ان دو حرفوں کی جو پھیلا ئو ہے اتنا زیادہ ہوا کی پو ری کا ئنات ہو ئی
تو اب یہ قانون یہ بنا کہ لفظ طا قت ہے ک میں بھی طا قت ہے بھئی ک ایک
حرف ہے ن ایک حرف ہے اور ایک ک ن اتنا بڑا تو اتنے بڑے میں ا تنی طا قت ہے
کہ جب اللہ نے کن کہا توساری کا ئنات جو ہے تخلیق ہو گئی اچھا اب صورت یہ
ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب یہ کن کہا تواب یہ آٹو میٹک بات ہے کہ کن کہنے سے
پہلے اللہ تعالیٰ ن

ے ارادہ بھی کیا کن کہنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کا ئنات کو بنانے کا ارا دہ بھی
کیا جب ہی تو کن کہا اور جب اللہ تعالیٰ نیارادہ کیا تو اس ارادے میں جب حر
کت ہو ئی تو لفظ یہ کن بنا تو اب ہم اس کو یوںکہیں گے کہ ایک اللہ تعالیٰ کا
اللہ تعالیٰ ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور ایک اللہ تعالیٰ کا ارا دہ ہے،اور
ایک ارادے کی حرکت اور اردا ے کی حر کت جو ہے اس کو حکم کہہ لیجئے کن
کہہ لیجئے کن معنی امر اب تین چیزیںآگئی ایک اللہ تعالیٰ کی اپنی ہستی بحیثیت
رب کے ،ایک اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہستی بحیثیت رب کے ،ایک اللہ تعالیٰ کے ارادے
میں حرکت بحیثیت خالق کے توجب اللہ تعالیٰ نیب کن کہا تو ساری کا ئنات جوہے
تو ہم جب انسانی زندگی کا تجز یہ کر تے ہیں تو ہما رے یہاں بھی یہی تین
صورتیں واقع ہیں ایک انسان ،ایک انسان کا اقتدار اور ایک انسان کے ارادے میں
حرکت اس کی مثال یوں ہے کہ ایک آدمی کو پیاس لگتی ہے ایک آدمی کو پیاس
لگتی ہے تو پیاس لگنا یہ ایک خیال کہیں سے آیا پیا س لگنا ایک خیال کہہ لیجئے
اور جب پیاس لگی تو انسان کے ذہن میںیہ بات آتی ہے کہ مجھے پا نی پینا چا ہیے
دیکھئے ایک تو انسان ہو گیا ایک پیاس ہو گئی تو انسان اور پیاس ایک ہی بات
ہے انسان کے اندر یہ تقاضہ پیدا ہو اکہ مجھے پا نی پینا چا ہیے اب ایسا ہی ہو
تا ہے یا بغیر پیاس کے کو ئی آدمی پا نی پیتا ہے اب پیاس لگتی ہے اب اس انسان
نے اس پیاس کو دیکھا نے کے لئے ارادہ کیاکہ مجھے پا نی پینا چا ہیے آپ کو پیا س
لگتی ہے آپ ارادہ نہ کر یں مجھے پا نی پینا ہے آپ پا نی نہیں پی سکتے اب اس
ارادے کو آپ نے پو را کر نے کے لئے کہا پا نی اب وہ پا نی گلاس میں آئے اب وہ پا

نی مٹکے میںہو پا نی وہ کھڑے میں ہو بر حال آپ نے کہا پا نی تو جب آپنے کے ارا
دہ میں حر کت ہو ئی پا نی تو پانی پہلے سے موجود ہے تو آپ کوپا نی مل گیا آپ
نے پا نی پی لیاآپ دفتر جا تے ہیں صبح کو سب سے پہلے آپ اٹھتے ہیں آپ کے
ذہن میں یہ ہو تا ہے مجھے دفتر جا

نا ہے تو ایک آپ ہے اور ایک دفتر جا نے کا ارادہ ہے اور ایک آپ کا بستر ہے تو
اٹھنے کے بعد آپ یہ کہتے رہے مجھے دفتر جا نا ہے مجھے دفتر جا نا ہے لیکن آپ
دفتر جا نے کا ارادہ نہ کریں تو آپ دفتر نہیں جا سکتے تو یہ نظام جس طر ح
اللہ تعالیٰ نے کا ئنات بنا ئی ہے کسی طر ح کا ئنات کا سسٹم بھی اسی طر ح بنا
یا ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کو اللہ تعالیٰ نے کہا نے لقد خلقنا الانسان ... کہ انسان
جو ہے ہماری بہترین صنا عی ہے اور ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فر ما یا انسان کو
ہم نے اپنی صورت پر پیدا کیا یعنی جس قانون کے تحت میں نے کا ئنات بنا ئی
اسی قانو ن کے تحت انسان کو بھی بنا دیا اگر انسا ن اس قانون کو سیکھ جا
ئین تو جس

طر ح میں کن کہتا ہوں کا ئنات بن جا تی ہے تو فر ق

یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کن کہتا ہے تو وسائل زیر بحث نہیں آتے اور انسان چو
نکہ کن کہتا ہے تو وسائل پہلے سے موجود ہو تے ہیںاس لئے انسان کی جو تخلیق
ہے وہ پہلی تخلیق کہلا تی ہے اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بنا ئے ہو ئے وسائل
میں تخلیق کر تا ہے اور اللہ تعالیٰ بغیر وسائل کے تخلیتق کر تا ہے تو یہ قانون
ہے اب اس کا جو حساب کتاب بنا وہ یہ بنا کہ طا قت جو ہے وہ اصل میں لفظ
میں ہے اب کو ئی آدمی لفظ کا ورد کر تا ہے اور وہ کہتا ہے یا اللہ ،یا رحمن ،یا
اللہ ،یا رحمن ،ایک لفظ یا اللہ ایک خصوصیات ہے صفات ہے اور یا رحمن بھی
صفا ت ہے دو سری بار کیا کہتا ہے یا تہار یا جبار یا تو اب قانون یہ بنایا رو
حانی لوگوںنے کہ اگر انسان کے کن کہنے سے ہو جا تا ہے اللہ کے کن کہنے سے
ہو جا تا ہے یعنی انسا ن کے ارا دہ کر نے سے وہ طا قت پید اہو جا تی ہے تو اگر
آپ اسم کا وردسو لا کھ مر تبہ کر لیں تو اس کے اندر جو اللہ کے انوار ہیں جو
اسم کے اندر اللہ تعالیٰ کی جو روط شنیاں کام کررہی ہیں وہ رو شنیاں آپ کے
اندر ذخیرہ ہو جا ئیں گی اور آپ جب کسی ارادہ کے تحت اس اسم کا ورد چا
ہتے ہیں کم ہو جا ئے کیوں کہ وہ رو شنیاں سواالاکھ کے حساب سے آپ کے اندر
ذخیرہ ہونگے تو اس کا تو آپ نے سنا ہو گا سوالا کھ مر تبہ یہ پڑھلو ،سوالا کھ
مر تبہ یہ پڑھلو سوالا کھ مر تبہ یہ پڑھلو اب اس میں دنوں کا بھی تعین ہو گا
اب سوالا کھ مر تبہ کو ئی آدمی ایک ہفتہ میں بئی ُڑح سکتا ہے گیارہ دن میں
بھی پڑھ سکتا ہے لیکن انہوں نے یہ جو روحانیی لو گ ہیں انہو نگے چا لیس دن
کا تعین کیا ہے کہ کو ئی اسم چا لیس دن میں سوا لا کھ مر تبہ پڑ ھ لو چا لیس
دن میں ایک وقت مقررہ پر بیٹھ کر اس کو پو را کیا اس سے یہ ہو تا ہے کہ چا
لیس دن میں جب ہم کسی اسم کی زکوٰ ۃ ادا کر تے ہیں یا سوالا کھ مر تبہ اس

کا ورد کر تے ہیں تواس سے یہ ہو تا ہے کہ ہمارا جو شعور ہے اس سے الگ سے
اب ایک وقت مقر ر پر ہم نے تین ہزار ایک سو پچیس مر تبہ پڑھا جو کچھ ہمارے
ذہن میں اس کا وزن تھا اب ایک اور اس سے یہ ہو تا ہے کہ شعور کے مطا بق
اتنی ساکت پیدا ہو جا تی ہے کہ وہ سوا لا کھ مرتبہ پڑھے اس کا آپ یوں
سمجھیں کہ آپ ایک پتھر رکھیں اور اوپر آپ ایسا پا ئپ بنا ئیں اور وہ ایک قطرہ
گرے اور وہ مسلسل پتھر کے اوپر ایک قطرہ گر تا رہے تو آپ یہ دیکھیں گے وہ
کبھی آپ اس کا ایک لا کھ قطرہ پتھر پر گرے گا تو پتھر پر نشان بن جا ئے گا
تجر بہ کر یں اور مسلسل وہ ایک قطرہ گر تا رہے تو پتھر کتنا ہی بڑا ہواس کے
اندر سو را خ ہو جا ئے گا حالانکہ کہ وہ ایک ٹن کا پتھر اور ایک قطرہ پا نی میں
کیا فر ق ہے مقصد یہ ہے کہ اوپر سے جو پا نی آرہا ہے اس کے اندر ایک سورس
ہے ایک طا قت ہے اور جب وہ پانی کی طاقت یہ سورس اسکے برابر ہے تو گر تا
رہے گا ایک قطرہ قطرہ کی کیا حیثیت ہے کیا قطر ہ کی کو ئی حیثیت ہے لیکن
قطرہ اس کے اندر سو راخ کر دے گا تجر بہ کر کے دیکھنا جب ایک پانی کا ایک
قطرہ اتنا بڑا سو را خ کر سکتا ہے تو جب کو ئی آپ ارا دہ کریں گے انسا ن جو
اللہ کی بہترین صنا عی ہے اور پھر اللہ کے انوار بھی اس میں کام کر تے ہیں تو
اس میں یہ ہے کہ آپ کے اندر ایک ایسی طا قت پیدا ہو جا ئے گی کیا کہتے ہیں
فور س پید اہو جا یئے گی اور جب کسی چیز کا احساس ہو تو وہ چیز ہو جا تی
ہے اسی کو عملیات کے تقاضے کہتے ہیں تو اب کسی آدمی کو اگر مدت کا تعین
کو ئی آدمی کر تا ہے تو مدت کا تعین جو ہے چا لیس دن ہے اور تعداد کا تعین جو
ہے وہ سوالاکھ ہے۔لیکن اس میںایک بات بار بار وسمجھنے کی ہے او راحتیاط کی
کہ یہاں جتنین بھی اللہ تعالیٰ کے آسماء ہیں اس میں کچھ آسماء جلالی ہیں
کچھ آسماء جمالی ہیں لوگوں نے تو پتا نہیں کیا کیا کہا لیکن مختصر یہ ہے کہ
کچھ آسماء جلالی ہیں کچھ آسماء جمالی ہیں تو اب جو پڑھنے والا ہے اسے یہ
معلوم نہیں ہے کونسا اسم جلالی ہے اور کونسا اسم جمالی ہے تو اگر وہ جلالی
اسم کا ورد کر نا شروع کر دیتو ظاہرہے اس کے اندر اللہ تعالیٰ کی وہ تجلیات
ذخیرہ ہو نگی جو اللہ تعالیٰ کا جلال ہے تو ہو سکتا ہے کہ اس کے دماغ کی
ساکت اتنی نہ ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس جلال کو بر داشت نہ کر سکے اور اس
کا دماغ کوجو ہے بیٹھ جا ئے شعور بکھر جا ئے۔ اختتام

خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd 71

Track 5

Time 02:52

۵۔ایک بندے کا مل پیرو مر شد سے بیعت ہونے کے بعد بھی گناہ کر تا ہے تو کیا اس کی پو چھ مر شد سے بھی ہو گی یا نہیں ؟

اصول یہ ہے کہ دنیاوی اصول ہے کہ آپ کسی اسکول میں داخل ہیں اب اس اسکول کے قاعدے ہیں ضا بطے ہیں مثلاً آپ وقت پر جا ئیں جو اسکول والے آپ کو کام دیں وہ پو را کر یں اسکول میں شور نہ کر یں جھگڑا نہ کر یں وغیرہ وغیرہ اگر وہ بچہ استاد کے کہنے پر عمل نہیں کر تا اور بار بار اس کو تمغین کی جا ئے اوراپنے میزاج میں کو ئی تبدیلی پیدا نہیں کر تا تو اس کی صورت یہ ہو تی ہے کہ اس کو نکال دیا جا تا ہے ایسا ہو تا ہے کا لج سے بھی لڑکے نکلتے ہیں مسجد سے بھی نکلتے ہیں اسکولوں سے بھی نکلتے ہیں تو مر شد کا بھی یہی حال ہے اگر کو ئی بندہ مرشد کی بات نہ ما نے اور وہ اسرار کرے اس بات کا کہ مجھے تو برا ئی ہی کر نی ہے دیکھئے نہ یہ تو عجیب صورت ہے جب برا ئی ہی کر نی ہے تو سیدھے را ستے پر آ نے کی ضرورت کیا تھی تو اسی صورت میں یہ بہت ہی سخت بات ہو تی ہے اللہ تعالیٰ اپنے حفظ و ایمان میں رکھے یہ مسئلہ اوپر چلا جا تا ہے اس کو تبلیغ کی جا تی ہے اس کو سمجھا یا جا تا ہے وہ پھر بھی اگر نہیں ما نتا تو اسے بندے کو اسکول سے خارج کر دیا جا تا ہے تو یہ بہت ہی سخٹ بات اس لئے ہے کہ یہ تو ضروری نہیں ہے کہ کو ئی آدمی رو حانی سلسلے میں ضرور ہی داخل ہو گا بیعت ہو نا کو ئی بات نہیں ہے لیکن قانون یہ بنانا ہے حضور علیہم الصلوٰ ۃ والسلام نے کہ اگر کوئی بندہ رو حانیت سیکھنے کے لئے کسی سلسلے میں داخل ہو جا ئے رو حانیت سیکھنے ، مراد یہ ہے کہ اللہ سے قریب ہو نے کے لئے اللہ کا اور اللہ کے رسول اللہﷺ کا عرفان حاصل کر نے کے لئے اگر کو ئی آدمی اپنے ارا دے سے اپنے اختیار سے کسی سلسلے میں داخل ہو جا تا ہے تو اس کے ا وپر آٹومیٹک ذمے داریاں ہوجا تی ہیں کہ وہ اس بات کی کوشش کر ے کہ برا ئیوں سے بچے اور اچھا ئیاں اختیار کر ے لیکن اگر وہ ضد کرتا ہے اور برا ئی کی طر ف اس کا ارادہ ہو تا ہے تو ایسی صورت میں مر شد سے اس کی پو چھ ہوگی اس لئے مر شد یہ کر تا ہے کہ اس کا اور اپنا جو نظامی فہم کا جو سلسلہ ہے تو ڑ دیتا ہے اس لئے توڑ دیتا ہے کہ اس کی پو چھ رسول اللہﷺ کے دربار میں ہو تی ہے ، اختتام۔